

## 12641- جہاد میں قوت کے لیے روزہ افطار کرنا

### سوال

کیا مجاہدین کے لیے رمضان المبارک کے لیے روزے چھوڑنا جائز ہے حالانکہ وہ اپنے ملک میں بستے ہیں اور مسافر بھی نہیں؟

### پسندیدہ جواب

بھی ہاں جہاد میں طاقت حاصل کرنے کے لیے مجاہدین کے لیے روزے ترک کرنا جائز ہے، اگرچہ وہ اپنے ملک میں ہی ہوں کیونکہ روزہ انہیں لڑائی میں کمزور اور دشمن کو گرتہ پہچانے میں بھی کمزور ہو جائیں گے۔

امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے اقوال میں سے ایک قول یہی ہے اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے دونوں شاگردابن مفلح اور ابن قیم رحمہم اللہ تعالیٰ اور دوسرے اہل علم نے بھی اختیار کیا ہے۔

دیکھیں کتاب : الفروع لابن مفلح (28/3)۔

جہاد کے سبب روزہ ترک کرنے کی مشروعت پر احادیث بھی وارد ہیں جن میں مندرجہ ذیل حدیث بھی شامل ہے :

ابوسعید خدراوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے فتح مکہ کے سال مکہ کی جانب سفر کیا تو ہم میں نے روزے سے تھے، ہم نے راستے میں ایک جگہ پر پڑا اُکیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے لگے :

تم دشمن کے قریب پہنچ چکے ہو اور روزہ نہ افطار کرنا تمہارے لیے زیادہ طاقت کا باعث ہو گا۔

تو تمہارے لیے یہ رخصت تھی لہذا ہم میں سے کچھ نے روزہ رکھا اور کچھ نے روزہ چھوڑ دیا، پھر ہم نے ایک اور جگہ پر پڑا اُکیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

تم صحیح اپنے دشمن سے مقابلہ کرو گے اور روزہ چھوڑنا تمہارے لیے زیادہ طاقت کا باعث ہو گا لہذا روزہ چھوڑ دو، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے عزیمت تھی لہذا ہم نے روزہ چھوڑ دیا۔

صحیح مسلم حدیث نمبر (1120)۔

اور ابو داؤد رحمہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ انہوں نے لوگوں کو فتح مکہ کے سال سفر میں روزہ چھوڑنے کا حکم دیا اور یہ فرمایا :

دشمن کے مقابلہ میں طاقت حاصل کرو۔

سنن ابو داؤد حدیث نمبر (2365)۔

حااظر رحمہ اللہ تعالیٰ السُّلْطَنِ الْجَيْرِ میں کہا ہے کہ اسے امام حاکم اور ابن عبد البر نے صحیح کہا ہے اور  
تو یہ دونوں حدیثیں لوگوں کے لیے روزہ چھوڑنے پر دلالت کرتی میں جو کہ سفر کی وجہ سے نہیں بلکہ جہاد میں دشمن کے مقابلہ میں قوت حاصل کرنے لیے ہے۔

موطاکی شرح المفتقی میں اس کی شرح کرتے ہوئے کہا گیا ہے :

قولہ (دشمن کے مقابلہ کے لیے طاقت حاصل کرو) ان کے روزہ چھوڑنے کا یہ ہی سبب تھا۔۔۔ اور اگر اس میں سفر کی علت ہوتی تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم دشمن کے مقابلہ کے لیے طاقت حاصل کرنے کی علت بیان نہ کرتے۔ اہ۔

اور مناوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فیض التقدیر میں کچھ اس طرح کہا ہے :

(مصحح) یعنی تم صحیح ان سے مقابلہ کرنے والے ہو۔

اور ایک روایت میں ہے (تم دشمن کے قریب پہنچ چکے ہو)

روزہ افطار کرنے کی علت یہ ہے کہ وہ دشمن کے قریب اور اس سے مقابلہ کرنے کی قوت حاصل کرنا یا پر روزہ بھی جہاد کے لیے چھوڑانہ کہ سفر کی بنابر، لہذا اگر انہیں حضر میں بھی دشمن سے مقابلہ کرنا ہو اور روزہ افطار کر کے ان کے مقابلہ کے لیے طاقت حاصل کرنا چاہیں تو جائز ہو گا، کیونکہ صرف سفر کی بنابر روزہ چھوڑنے اولیٰ اور افضل ہے۔ اہ

ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ نے زاد المعاویہ میں کہا ہے :

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دشمن کے قریب پہنچنے پر حکم دیتے کہ وہ روزہ چھوڑ دیں تاکہ دشمن سے مقابلہ کرنے کے لیے طاقت حاصل کر سکیں، اور اگر اس طرح کا کوئی واقعہ حضر میں بھی موافق ہوتا اور روزہ ترک کرنے میں دشمن کے مقابلہ میں قوت حاصل ہوتی تو کیا اس میں بھی روزہ چھوڑنا جائز ہے؟

اس میں علماء کرام کے دو قول ہیں :

دلیل کے اعتبار سے زیادہ صحیح یہی ہے کہ انہیں روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے، شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی یہی قول اختیار کیا ہے، اور جب مسلمان لشکر کا دشمنت کے باہر دشمن سے مقابلہ ہوا تو شیخ الاسلام نے یہی فتویٰ جاری کیا تھا، اور پھر اس لیے بھی کہ جہاد کی مشقت سفر میں آنے والی مشقت سے بھی زیادہ قوتی ہوتی ہے۔

اور پھر روزہ نہ رکھنے میں مجاہد کے لیے حاصل ہونے والی مصلحت سفر کی مصلحت سے بھی زیادہ عظیم ہے، اور اسی لیے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

(اور تم دشمن کے مقابلہ کے لیے جتنی استطاعت ہو تیاری کر کے رکھو۔ الانفال (60)۔

اور دشمن سے مقابلہ کے وقت روزہ افطار کرنا قوت کے اسباب میں سب سے بڑا سبب ہے۔۔۔ اور اس لیے بھی کہ جب صحابہ کرام دشمن کے قریب پہنچنے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا تھا :

(یقیناً تم دشمن کے قریب پہنچ چکے ہو اور روزہ افطار کرنا تمہاری طاقت میں اضافہ کا باعث ہے، اور اس وقت یہ رخصت تھی، پھر وہ ایک اور جگہ پر پڑا کرتے ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

بلاشبہ تم صحیح دشمن سے مقابلہ کرنے والے ہو لہذا روزہ نہ رکھنا تمارے لیے زیادہ طاقت کا باعث ہو گا اس لیے روزہ نہ رکھو تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے یہ عزیمت تھی لہذا ہم نے روزہ چھوڑ دیا۔

باب محلہ یہ ہے کہ شارع علیہ کی تبیہ اور حکمت اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ جہاد کی وجہ سے روزہ نہ رکھنا صرف سفر کی وجہ سے روزہ چھوڑنے سے اولی اور افضل ہے، یہ لکھیے نہ ہو حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علت کی طرف اشارہ بھی کیا اور اس پر متنبہ بھی کرتے ہوئے اس کے حکم کی صراحت بھی کر دی اور انہیں عزم کے ساتھ جہاد کی وجہ سے روزہ اخطار کرنے کما۔

اس کی دلیل یہ ہے کہ عیسیٰ بن یونس شعبہ سے اور وہ عمرو بن دینار سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے سناؤ یہ کہہ رہے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن صحابہ کرام سے فرمایا:

آج لڑائی کا دن ہے اس لیے روزہ افطار کرلو۔

دیکھیں زاد المعاو (53-54/2)

وَاللَّهُ تَعَالَى أَعْلَمُ -

اور جس میر کے کا ذکر کیا ہے کہ مسلمانوں اور تباریوں کے مابین سن 702ھ میں ہوا تھا جس میں مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی تھی۔

حافظ اے، کشمیر جمیلہ تعالیٰ کیستے ہیں،

اور (ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے) لوگوں کو لڑائی کی مدت میں روزہ نہ رکھنے کا فتویٰ دیا اور خود بھی روزہ نہ رکھا، اور وہ خود فوجیوں اور امراء کے پاس جاتے اور وہاں اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوئی چیز میں سے کھاتے رہے تاکہ انہیں ہر علم ہو جائے تاکہ لڑائی کے لئے طاقت حاصل کرنے کے لئے ان کا روزہ نہ رکھنا افضل اور اولیٰ سے، اور لوگ بھی کھانے لگے۔ اس

و يكتمل كتاب : الابيات والنهايات (31/14)

وَاللَّهُ أَعْلَمُ